محمد جعفر پھلواروی

کیا مُشرک کو رازدار بنایا جاسکتا ہے؟

ارشادِ خداوندی ہے کہ:

یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودّوا ما عنتم قد بدت البغضاء من افواھھم وما تخفی صدورھم اکبر قد بیّنا لکم الایات ان کنتم تعقلون۔ (۳ : ۱۱۸)

اے ایمان والو اپنے سوا کسی اور کو "بطانہ" نہ بناؤ۔ وہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ تمہاری تکلیف کے خواہش مند رہتے ہیں ان کی باتوں ہی سے ان کا بغض نمایاں ہو جاتا ہے اور جو کچھ اپنے سینوں میں چھپائے رہتے ہیں وہ تو اس سے بھی زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لئے آیات کی وضاحت کر دی ہے اگر تم سمجھ سکو۔

یہاں سب سے پہلے لفظ بطانہ کا مفہوم سمجھ لینا چاہئے۔ لغات میں اس کے معنی یوں لکھے ہیں: بطانۃ الرجل ولیجتہ الذی یکاشفہ باسرارہ ثقۃً بمودّتہ۔ وہ خاص آدمی جس کی دوستی پر اعتماد کر کے راز ظاہر کر دئے جائیں مختصراً اس کا ترجمہ "رازدار" ہے۔ یہی مفہوم لفظ خلیل اور ولیجہ کا بھی ہے۔ گویا اس آیت کی رُو سے کسی غیر مسلم کو اپنا رازدار بنانا ممنوع ہے۔ یہی مضمون دوسرے انداز سے ۹ : ۱۶ میں بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ جو قوم اسلامی تصورات پر یقین نہ رکھتی ہو اس کے کسی فرد کو رازدار بنانا اور کسی معاملے میں اس پر اعتماد کرنا اسلامی سوسائٹی یا اسلامی مملکت کے لئے شدید خطرے کا موجب بن سکتا ہے۔

پاکستان میں یہ بحث کئی مرتبہ پڑھنے میں آئی ہے کہ کسی غیر مسلم کو اسلامی مملکت میں کوئی کلیدی منصب سونپا جاسکتا ہے یا نہیں، مذکورہ بالا آیت کو دیکھتے ہوئے فیصلہ نفی ہی میں دیا جاسکتا ہے تاہم ایک بات غور طلب ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مقام عقبہ پر دوسری بار انصار کی بیعت لی ہے تو حضرت عباس بن عبد المطلب حضورؐ کے ساتھ موجود تھے۔ ان انصارِ مدینہ نے حضورؐ کو مدینے آنے کی دعوت دی تھی جس پر عباس نے کہا کہ اگر پوری حفاظت و حمایت کا وعدہ کرتے ہو تو لے جاؤ ورنہ حضورؐ بہرحال یہاں باعزت طریق پر ہماری حمایت و حفظ میں ہیں۔

یہ عباس اب تک ایمان نہیں لائے تھے بلکہ عرب کی حمیۃ الجاہلیہ کی رسم کے مطابق حضورؐ کی قبیلوی حمایت کر رہے تھے۔

ظاہر ہے کہ عباس حضورؐ کے ارادۂ ہجرت کے راز سے پوری طرح واقف تھے حالانکہ ایمان نہیں لائے تھے۔ یہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اگرچہ ایمان تو نہ لائے تھے مگر قبیلوی ہمدردی تو پوری پوری موجود تھی اس لئے ان پر اعتماد کیا جا سکتا تھا۔

لیکن اس کے بعد ایک بات ایسی بھی ہوئی ہے جس کی توجیہ میں بڑی دشواری پیش آتی ہے اور وہ یہ ہے حضرت ابوبکر نے ہجرت کے خیال سے دو اونٹنیاں خرید رکھی تھیں جن کو خوب ببول وغیرہ کھلا کھلا کر تیار کر رکھا تھا۔ ہجرت سے پہلے عبداللہ بن اُریقط سے معاملہ طے کر لیا تھا کہ تم فلاں دن جبلِ ثور کے پاس یہ سواریاں لے کر آ جانا اور ہمیں مدینے کا راستہ بتاتے ہوئے ساتھ چلنا۔ تاریخ بلا اختلاف اس حقیقت پر متفق ہے کہ یہ عبداللہ بن اریقط مشرک تھا۔

دار الندوہ میں حضور کے قتل کی سازش ہونے کے بعد اہلِ کفر نے حضورؐ کے کاشانے کو گھیر لیا تھا اور حضور نہایت رازداری کے ساتھ گھر سے نکل آئے اور سیدھے ابوبکر صدیق کے پاس پہنچ کر رات ہی کو روانہ ہو گئے اور غارِ ثور میں تین شبانہ روز گزار کر مدینے کی راہ لی۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ دنیا کی ساری مملکتوں کا وجود بھی اتنا اہم نہیں جتنی اہم حضورؐ اور ابوبکر صدیق کی جان کی حفاظت تھی۔ دنیا میں اس سے بڑا راز کوئی نہیں ہو سکتا، لیکن اس کا رازدار کسے بنایا گیا؟ ایک مشرک عبداللہ بن اریقط کو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دنیا کے سب سے زیادہ نازک معاملے میں ایک مشرک کو بطانہ، ولیجہ اور رازدار بنانا کس بنیاد پر ہوا جبکہ قرآن اس سے روکتا ہے یا تو یہ کہئے کہ یہ واقعہ ہی سرے سے غلط ہے یا پھر کوئی ایسی توجیہ پیش کرنی چاہیئے جو اس تعارض کو دور کر دے۔ ہمارے ذہن میں جو باتیں آتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) عبداللہ بن اریقط کو رازدار بنانے کا واقعہ ہی غلط تسلیم کر لیا جائے تو کوئی تناقض باقی نہیں رہتا۔ لیکن یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔

(۲) مذکورۂ بالا آیت بہت بعد میں آئی ہے اور مشرک کو رازدار بنانے کا یہ واقعہ پہلے کا ہے لہٰذا حکم اور عمل میں کوئی تناقض نہیں۔

(۳) یہ حکم قرآنی ایک عام حکم ہے لیکن کسی وقت اس میں خاص حالات کے مطابق مستثنیات بھی ہو سکتے ہیں۔ جب کفار بنی ہاشم ایمان کی بنا پر نہیں بلکہ حمیۃ الجاہلیہ کے جذبے سے حضورؐ کا ساتھ دے سکتے ہیں اور ان کی اس حمایت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے تو کچھ دوسرے لوگ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو کسی اور وجہ سے حضورؐ سے ہمدردی رکھتے ہوں اور ان کی ہمدردی قبول کر لی جائے اور ان پر اعتماد کر لیا جائے۔ مثلاً طائف سے واپسی پر جبیر بن مطعم نے حضورؐ کو پناہ دی اور وہ قبول کر لی گئی۔ مغیرہ بن شعبہ نے حضرت ابوبکر کو پناہ دی اور حضرت عمر کو ان کے ماموں عاص بن وائل نے پناہ دی اور ان دونوں نے ان پناہوں پر اعتماد کیا اگرچہ بعد میں ان کی پناہ خود ہی ان کو لوٹا دی۔ بلاشبہ یہ پناہ کوئی راز نہ تھی۔ لیکن جب بغیر راز کے کسی کی ہمدردی یا معاونت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے تو کسی راز میں بھی یہ اعتماد قائم رہ سکتا ہے۔

اصل یہ ہے کہ کافر بہرحال کافر ہوتا ہے لیکن تمام کفار یکساں نہیں ہوتے جس طرح تمام اہلِ کتاب ایک جیسے نہیں تھے (لیسوا سواءً) اہلِ کفر میں بعض افراد اپنے اندر جوہرِ شرافت رکھتے ہیں۔ انہیں شدید دینی اختلاف ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود ان کے اندر انسانیت بھی ہوتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے کسی مادّی مفاد کی وجہ سے نمک خوارانہ ہمدردی رکھتے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اپنے ذاتی یا خاندانی تعلقات کی وجہ سے وفادار ہوتے ہیں بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اہلِ کفر کی باہمی عداوتوں کی وجہ سے بھی (وقلوبھم شتی) کسی ایک فریق کی ہمدردی مسلمانوں کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ غرض ہمدردی اور رازداری کا سبب محض دینی اتحاد ہی نہیں ہوتا کچھ اور بھی ہوتا ہے۔ اگر علی وجہ البصیرت ان کے ہمدردانہ اخلاص پر اعتماد ہو اور عارضی طور پر کسی معاملے میں ان کو رازدار بنا لیا جائے تو اسے حکم قرآنی کی مخالفت نہیں کہا جا سکتا بلکہ یہ ایک ایسی استثنائی صورت ہو گی جسے اختیار کرنے کی قرآن نے ممانعت نہیں کی ہے۔

اگر آپ مذکورہ بالا آیت کے الفاظ پر غور کریں تو اس کے اندر یہ عقلی استثنا بھی موجود ہے جن غیر مسلموں کو بطانہ بنانے کی ممانعت ہے ان کی کیفیت یہ ہے کہ:

(الف) لا یالونکم خبالا۔ تمہیں نقصان پہنچانے کا کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھتے۔

(ب) ودّوا ما عنتم۔ تمہاری تکلیفوں سے یہ آرزومند رہتے ہیں۔

(ج) قد بدت البغضاء من افواھھم۔ ان کی باتوں ہی سے ان کا بغض و عناد ظاہر ہو جاتا ہے۔

(د) وما تخفی صدورھم اکبر۔ جو ارادے ان کے دلوں میں ہیں وہ ان کی گفتگو سے بھی زیادہ بڑھ چڑھ کر ہیں۔

ان تمام باتوں کو جمع کیجیے تو خلاصہ یہ نکلے گا کہ وہی کفار نا قابلِ اعتماد ہوتے ہیں جن کے افکار، گفتار اور کردار نے بے اعتمادی کے واضح قرائن پیدا کر دئیے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر یہ صورتِ حال ہو تو ایسوں کو رازدار بنانے سے زیادہ بڑی اور کوئی غلطی نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر یہ صورتِ حال نہ ہو اور قوی قرائن یا تجربے سے یہ واضح ہو جائے کہ اسے کسی معاملے میں رازدار بنانا مضر نہ ہو گا تو اسے رازدار بنایا جا سکتا ہے اور یہ قرآن کی مخالفت نہ ہو گی۔

عبداللہ بن اریقط یقیناً ایک ایسا شخص ہو گا جس کے قابلِ اعتماد اور وفادار ہونے کا حضرت ابوبکرؓ کو تجربہ ہو گا خواہ اس لئے کہ دینِ شرک سے اس کا بھی سا تعلق ہو گا اور اس میں ابوجہل کی سی شدت نہ ہو گی۔ یا اس لئے کہ اسے اس رازداری کے عوض حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے معقول صلہ ملنے کا یقین ہو گا یا اس لئے کہ اس کے اندر شرک ہونے کے باوجود بعض دوسرے کفار کی طرح جوہرِ شرافت بھی موجود ہو گا۔ ان قرائن قویہ کے ہوتے ہوئے اگر ایک نازک ترین معاملے میں حضرت ابوبکرؓ نے اسے اپنا رازدار بنا لیا تو یہ نہ کوئی تعجب کی بات ہے اور نہ یہ نعوذ باللہ قرآن کی کوئی مخالفت ہے۔

رازداری کا معاملہ تو کچھ ایسا ہوتا ہے کہ بہت سے مسلمان راز اگل دیتے ہیں اور بعض غیر مسلم رازداری کا حق ادا کر دیتے ہیں۔ سلاطینِ اسلام نے مکے میں داخل ہونے کی خفیہ تیاری کی تھی اور ایک بدری صحابی جناب حاطب بن ابی بلتعہ اسے راز نہ رکھ

سکے۔ بنی قریظہ کے متعلق جو فیصلہ ہونے والا تھا وہ جناب ابو لبابہ کے دل میں راز نہ رہ سکا۔ پس جب اہلِ اسلام میں ایسے افراد ہو سکتے ہیں جن سے بعض راز فاش ہو جائیں تو اہلِ کفر میں بھی ایسے لوگوں کا ہونا عین ممکن جو راز داری میں وفادار ثابت ہوں۔

غرض عام قاعدہ تو یہی ہے کہ غیر مسلموں کو رازدار نہ بنایا جائے لیکن تجربے یا قرینے سے اگر کسی غیر مسلم کی وفاداری اور رازداری کا یقین ہو تو اسے کسی معاملے میں راز دار بنایا جا سکتا ہے بشرطیکہ فراستِ مومن سوچ سمجھ کر اس کا فیصلہ دے۔

اہلِ کفر کے راز معلوم کرنے کے لئے بعض کفار کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کا جاسوس ہونا بھی مسلمانوں ہی کا ایک راز ہوتا ہے اور اس راز کا رازدار ایک غیر مسلم ہوتا ہے اور اس پر اس معاملے میں اعتماد کیا جاتا ہے۔

جب صورتِ حال یہ ہے تو ایک قابلِ اعتماد غیر مسلم کو اسلامی مملکت میں کوئی اہم منصب بھی سونپا جا سکتا ہے۔ کلیدی منصب کیا کیا ہیں پہلے اسے متعین کرنا چاہیئے اس کے بعد یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ جس طرح ہر نازک منصب کا ہر مسلمان اہل نہیں اسی طرح ہر غیر مسلم بھی نہیں۔

افکارِ غزالی
مصنفہ محمد حنیف ندوی

امام غزالی کے شاہکار "احیاء العلوم" کی تلخیص اور ان کے افکار پر سیر حاصل تبصرہ۔ ایک لاجواب علمی مرقع۔

صفحات ۵۰۰۔ قیمت ۸/۸ روپے

اسلام اور رواداری
مصنفہ رئیس احمد جعفری

قرآن کریم اور حدیث نبوی کی روشنی میں بتایا گیا ہے کہ اسلام نے غیر مسلموں کے ساتھ کیا حسنِ سلوک روا رکھا ہے اور انسانیت کے بنیادی حقوق ان کے لئے کس طرح اعتقاداً اور عملاً محفوظ کئے ہیں۔

حصہ اوّل صفحات ۳۲۴ قیمت ۷/۴ روپے حصہ دوم صفحات ۲۷۴ قیمت ۸/۴ روپے

سکرٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ۔ کلب روڈ۔ لاہور